
۱۹۲۹
LUCKNOW
1929
OUDH PUNCH
جلد چہارم

توجّہ شرط

(۱) اودھ پنچ میں جھوٹی خبریں نہیں ہوتیں، مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے، بے تہذیب مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ جاہلوں اور بیوقوفوں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ وہ سہارا [illegible] کی تخفیف بھی کرتے ہیں [illegible]۔
اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔
(۲) قیمت کی زیادتی پر ملول نہ ہوئیے۔ دو تین کی جگہ تین روپیاں پڑھائیے اسلیے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ اقوالات کی جدت ... رائے کی اصابت اور روایت نگاری میں صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی حالات پر نظر کیجیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے پرچوں میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔
(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔
(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ قیمت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔
(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونہ کا آپ کو بھیجا جائے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بنیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے منشا مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر ہفتہ کے اندر قیمت بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔
(۵) طالبان مفت اگر کسی سبب سے قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسی طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔
(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار شکایت نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے روکنے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ تو گم ہونے کی عادت ہے۔ اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔
(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل رقعت [illegible] اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ آیا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا آئندہ میعاد خریداری منظور ہو تو زیادہ اطلاع [illegible] [illegible] سے حاصل کر لی جاتی ہے۔
(۸) جن اشتہارات و اعلانات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے مشتہر کی اپنی تحریر کیکے ہم ذمہ دار نہیں۔
(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی پالیسی کے مطابق نہوں گے وہ شائع نہ ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔
(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی طرف پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک ان میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا جاتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۴۲ مضامین عید نمبر ۳۴

بابت ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء

پُرمعنی کلام

مسٹر [illegible] ایک شاعر صاحب کی غزل کا مطلب ایک بزرگوار نے ایک جلسہ میں بیان کیا تھا مجھے وہ غزل بھی پسند آئی اور تشریح مطالب بھی [illegible] پیش کرنا مناسب ہے۔

ہم مرتے ہیں اور ان کو کچھ اثر نہیں
قاتل ہیں ہیں چھری کو خود کی خبر نہیں

مطلب۔ حالت جانکنی میں عاشق کہتا ہے کہ ہم تو مر رہے ہیں اور وہ (یعنی معشوق کو) کچھ اثر نہیں۔ مصرعہ ثانی تمثیل ہے جس طرح چھری قاتل ہوتی ہے مگر اسکو خود ادراک نہیں ہوتا کہ میں ذبح کی قاتل ہوں بعینہٖ یہی حال معشوق کا ہے۔

محاسن۔ اس شعر میں ہم سے مراد عاشق بیچارہ اپنی ذات کو بکرا فرض کیا ہے اور چھری سے مراد معشوق ہے یعنی جس طرح بکرے کو چھری ذبح کر دیتی ہے اور اسکو اس ظلم کا ادراک نہیں ہوتا اسی طرح معشوق کو بھی اپنی جفا کا ادراک نہیں۔

جدت۔ چھری کو [illegible] قتل ہم سمجھتے تھے شاعر نے [illegible] زنجیر عدل کی طرح [illegible] قاتل کی طرح قاتل بنا دیا ہے۔ اور ابھی ...... [illegible] ہے شعر سب [illegible] ہیں۔ [illegible] کو [illegible] باندھ
ہے کی [illegible] ہو گردن کے [illegible] باندھ
لطف و پیدا کیا ہے کہ چھری تو ذبح کرے مگر [illegible] ہوتی ہے جب ذبح کرتی ہے مگر شاعر ایسی بے پیری [illegible] کہ اسکی چھری یعنی معشوق اس سے بہت دور ہے [illegible] شعر میں ہے [illegible] معشوق کی [illegible] تو تمام عمر کی [illegible] دیکھے کہ وہ معشوق جو انسان تھا

اور دوسری صورت میں [illegible] تھا اسکو جمادات کے تحت میں [illegible] کر دیا اور سلب [illegible] ادراک کا حکم کر دیا۔

افسوس ہے کہ ہم کوئی ہمدردی بھی شاعر سے نہیں کر سکتے اسلئے کہ آپ ہی کے ارشاد کے مطابق ان کا معشوق انسان ہرگز نہیں بلکہ چھری ہے جسکو دل ہی کیوں لگایا چھری خربوزے پہ گرے یا خربوزہ چھری پہ ضرر خربوزہ ہی کا ہے۔

یہ کوئی زندگی ہے کہ مرتے جاتے ہیں
گزرا ہے سب شباب [illegible] پر نہیں

شاعر اپنی زندگی پر [illegible] ظاہر کرتا ہے کہ سارا عہد شباب مرتے مرتے ختم ہو [illegible] مرتے رہے زندگی۔ شباب۔ الفاظ میں تناسب تو ہے مگر اصل شعر تغزل سے عاری ہے۔ اسلئے کہ عشاق مرنا۔ محبت کرنا فرض سمجھتے ہیں اور ترک محبت نہیں کرتے اور اس شعر میں [illegible] ظاہر کی جا رہی ہے اور اس [illegible] لفظ شباب [illegible] افسوس۔ اصل یہ ہے کہ شاعر جوانی کی غلط کاریوں پر [illegible] میں نادم ہے .... یہ ایک اور فطری بات شعر سے ظاہر ہوتی ہے کہ بعد شباب ضعیفی میں پچھتا رہے ہیں۔

اس دل کی وجہ سے جو تم اپنا چکے جسے
وہ ایک بے بسی جو دو عمر ہے اور عمر نہیں

مطلب۔ جو دل تمہارا ہو چکا اور ہمارا آپ [illegible] قابو نہیں ہے اسی دل کی وجہ سے یہ بے بسی [illegible] ہے جو دو عمر بھی ہم کو ہے اور سارا عمر بھی ختم کر رہیں۔ ظاہر ہے قوت [illegible] قلب ہی سے متعلق ہے یہاں قلب غریب شاعر کے پاس نہیں وہ تو دلربا کے قبضہ میں ہے اب ان کا دل کیا ہے اور بے بسی کی حالت میں [illegible] ان کا رونا ہوگا اور بے بسی [illegible] کی ناقابلیت کا [illegible] ممکن ہی نہیں۔ [illegible] بے بسی ہے۔

جدت شعر [illegible] تخیل میں پیدا کرتے تھے اب [illegible] صورت [illegible] ہے [illegible] ہوتی ہے مگر الفاظ [illegible]

فی زمانہ [illegible] یونیورسٹی کو [illegible] اب [illegible] گو [illegible] بھی نہیں [illegible] گرمی [illegible] شباب ہو جاتی ہیں مثلاً [illegible] رشک [illegible] اسی طرح سے اپنا چکنا [illegible] ترکیب بنا لیا ہے۔ ترکیب زبان کا ایسے ہی شعر [illegible] حاصل ہے۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ معشوق ان کے دل کو اپنا چکا ہے اسکی محبت میں [illegible] دل [illegible] البتہ دوسرے مصرعہ میں ایک [illegible] ہے [illegible] ہی مطلب صاف [illegible] بھی [illegible] انگریزی کی تقلید ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اردو انگریزی کی نقل کرنا اور انگریزی سے نابلد ہونا ایک ایسی حماقت ہے جیسے کوئی انگریزی ناخواندہ ناول یا ڈرامہ لکھے اور [illegible] فرسائی پہ فخر کرے مگر [illegible] یہ مرض عام ہوگیا۔

اپنی لپک بڑھا دے اب اے شعلۂ جمال
پروانہ بن گیا ہوں اور اڑنے کو پر نہیں

مطلب۔ معشوق کو شعلہ رخ کہتے تھے شاعر نے جمال معشوق کو شعلہ خطاب دے کر مخاطب کیا ہے اور درخواست کی ہے کہ تو اپنی لپک اور زیادہ کر دے اس سے ظاہر ہے کہ شعلۂ جمال ابھی ناقص ہے انتہا کی لپک کر ابھی نہیں [illegible] کہ شعلۂ جمال [illegible] شعلۂ جمال گھٹا دے یا بڑھا دے۔ اور [illegible] شعلۂ جمال بڑھانے کی [illegible] پروانہ بنا ہے (جس طرح [illegible] بنائے ہیں) [illegible] پروانہ بنا ہے۔ یا اس کے پر شعلۂ جمال سے جل گئے لیکن شعر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ پروانہ بننے کے بعد شعلۂ جمال سے لپک بڑھانے کی خواہش کی گئی ہے۔

اس شعر میں دو لطف لائق داد ہیں۔
(۱) پروانہ کا فلسفہ (۲) بن چکنا۔

۱۔ پروانہ کا فلسفہ عجائب المخلوقات میں جو ایک عربی کتاب ہے یوں لکھا ہے اَلفَراشُ [illegible] جناحیہ [illegible] پروانہ ایک [illegible] ہے جسکے پر [illegible] گویا شاعر صاحب پہلے پروانے بنے ہیں ابھی گویا [illegible] ہیں پر [illegible]

لیک گئے اُمید وار ہیں ۔ کہ یہ اس ایک سبیل پانی سے وہ خدا کی ٹھنڈی ہوا کا [illegible] کل ہو [illegible]

پھر [illegible] ہو گیا ایک [illegible] بیٹھا تھا وہاں ایک [illegible] تھا اور پہت [illegible] جاتا تھا اور ایک لکڑی [illegible] سے جو کچھ [illegible] دیکھا [illegible] ہو گیا اور [illegible] دوسری لکڑی [illegible]

پھر [illegible] لگے ایک [illegible] اپنا [illegible] آگے بڑھایا [illegible] وہ اس حرکت سے متعجب ہوا اور ایک اور [illegible] صاحب بولے [illegible] لکڑی [illegible] کے [illegible] ہوا اور وہاں سے [illegible] اور ایک لات [illegible] عجب عجب [illegible] اور [illegible] کی آواز [illegible] صاحب پروانہ [illegible] ہی خدا [illegible]

ایک [illegible] لطیفہ اس شعر میں قابل ملاحظہ ہے [illegible] صاحب ہے [illegible] پروانہ ہیں [illegible] اب اگر شعلہ [illegible] بھی [illegible] کی طرف ہے یہ ایک بھی [illegible] آسمان ہی کی طرف جائے گی اور یہ بیچارے پروانے بے پر زمین پر نیچے [illegible] ہیں یہ اس [illegible] کس طرح مل سکیں گے

بے سود زندگی کی بے لطف ایک سانس
وہ آہ نامراد کہیں ہیں اثر نہیں

یہ شعر [illegible] ہے آہ کا فلسفہ [illegible] آہ کی [illegible] کسی نے کہا تھا آپ سے پوچھی ہے [illegible] کہ زندگی بے سود کی بے لطف سانس جس [illegible] شدہ اسکا نام آہ ہے ۔ [illegible] آہ مراد کی بھی [illegible] اس سے معلوم ہو گئی کہ آہ نامراد ۔ بے سود زندگی کی وہ بے لطف سانس ہے کہ جس میں اثر ہو



پوڈل ۔ ہم اور تم!
بل ۔ ہاں تم بھی ہم کیا ہم

دیکھنا پڑتا نہیں ہوتا ۔
[illegible]

افضل [illegible]

عاشق کی [illegible] ۔۔۔۔۔
چراغ جبکہ امید سحر نہیں
جس طرح شعر سابق میں آہ کا فلسفہ مندرج ہے اسی طرح اس مقطع میں نامراد جوانی عاشق کا ۔
مطلب ۔ عاشق کی نامراد جوانی یا عاشق نامراد کی جوانی کیا ہے ؟
ایک جلتا ہوا چراغ ہے اور اس چراغ کو امید سحر نہیں ہے اور نامراد جوانی عاشق مثل اس چراغ کے ہے جسکو امید سحر ہے
ایک نکتہ لطیف اس شعر سے معلوم ہوا کہ چراغ بھی جلتے [illegible] اور [illegible] امید [illegible] اسکو بھی ہوتی ہے [illegible] اس امر کا امیدوار رہتا ہے کہ جو تیل [illegible] اور تیل [illegible] ہو جائے ۔

اور اگر چراغ سے مطلب قوت ادراک تسلیم کیا جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ لوگوں کی نظر میں عاشق نامراد کی جوانی مثل [illegible] چراغ [illegible] کے ہے جسکے جلنے کی [illegible] امید نہیں اب [illegible] جائے گا [illegible] اپنی نامراد جوانی کا احساس [illegible] عاشق کو نہیں بلکہ [illegible] اس

اے شوق [illegible] کی [illegible]
لاکھوں پیام اور کوئی پیامبر نہیں

[illegible] پیام رسانی سے ارشاد ہے کہ دل کی امید پر [illegible] چھوڑے [illegible] سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں آپ [illegible] اور [illegible] کرتے ہیں [illegible] ارشاد ہے ۔ اور حسرت ظاہر کرتے ہیں لاکھوں پیام مشتاق کے پاس بھیجنے کو ہیں اور کوئی پیامبر ہے [illegible]

جاتا روشن ہے جسکو دیکھنے والے دیکھ کر کہ ہو کچھ نہیں باقی ہے کہ اسی کی عاشق طرار کی ہوائی کر دو گوں نے دیکھ کر سکتہ باگر ہو گئے۔ ہو گیا جاتا ہو نا اسکو نصیب ہے کہ وہ قدرداں ہی شیدا کو اس کا احساس ہی نہیں ہوا۔

میں نے خواجہ صاحب بت خانہ کا نام اور تخلص پوچھا انھوں نے کہا کہ کسی کا نام لینا عیب ہے اور بت حسین ہے فرضی نام بتایا اور تخلص۔

نہیں سوچ کی اُس مست نگہ کی باتیں
پہچان دیکھا تو سب ہی نکلیں وہ بہکی باتیں

اجناب فخر الملک کی گذارش ہے اور اودھ پنچ کی گذارش
...

حسن جوڑ اتصال مقدمہ

...

بنام

...

خلعت سے بڑا حال ہو۔ انکے زمانے میں ...
... سیاسی عالی جماعت ... اسلام کے اندر زبر دست ... ہوا ہے
کہاں ہے جمالی مسلم ارکان کونسل کے پاس ...
منظور ہو گیا۔ مگر جناب اودھ پنچ صلی اللہ ...
تھے جو ہر حرف ... اور تعلیت ... کے
ساتھ اُن کی تائید کرتے ...
افغانستان کے بارے میں ...
تعلیم ...
لیکن ... اودھ پنچ ...
روایت کی تفصیل پیش کرتے اور حقیقت کھلتی۔

...

اطلاعنامہ بنام فریقان بنسبت تعین تاریخ سماعت

درخواست دیوالیہ

...

بنام صاحبان

...

دستخط حاکم بحکم انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری ... بجے سے ... بجے شام تک

پر نیاں پہار ہو گئے۔

... کہ حضرت ... ہندوستان ...
... کے روایت سے پہلے گذر ...
اور اُن کا ... کی طرح ...
... بھی ...
...
... گر آتے ... بچے ... کسی نے کہا
... کسی نے کہا آرہی ...
... بھائی ... اپنی ...
... عنقریب ...
تقسیم ...

...

بعدالت جناب ڈسٹرکٹ جج بہادر گونڈا

درخواست دیوالیہ ...

...

بنام صاحبان

...

بنام

...

دستخط انگریزی ...

مہر عدالت

اٹھاتے ہیں

حسب ارشاد صاحب کا پیش کردہ مصرعِ اول

یہ ہو گیا ہے

ابلا پڑیں نہ آنکھیں کہ آنسو تھم رہے

کانٹا سا نرگس میں یہ شبنم ہے

میرے کہنے کا یہ ہے کہ میر حسن کا دیوان میں موجود نہیں غزل پوری دیوان سے نقل کر دیجئے کہ دیوان کی تکمیل ہو جائے ہم کہتے ہیں کہ ہاں ہو گا۔ ہمارا گمان تھا کہ مطلع مذکور ساری بیاض میں چھپ گیا ہو گا۔ ان کے معاصرین مثلاً خواجہ میر درد و میر تقی میر کی غزلیں اسی زمین میں موجود ہیں۔ میر کا بہت سا کلام ابھی تک نہیں چھپا۔ میرزا ابو طالب خان لندنی برہانی محمد بیگ خاں عباس آبادی اصفہانی ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر نواب وزیر اودھ نے ایک نہایت ضخیم تذکرہ شعرائے اردو مرتب کیا تھا اس میں بھی جو منتخب کلام میر مرحوم کا موجود ہے سلسلہ مروجہ دیوان اس سے خالی ہے۔ مذکورہ مصرعہ مطلع زینت تذکرہ ضرور ہو گیا لیکن جناب سید اکبر حسین صاحب اکبر لکھنوی [illegible] (جو ایک خوش نویس شاعر اور اودھ اخبار کے مالک ہیں) [illegible] [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الحمد للہ [illegible] [illegible] سالانہ وار [illegible] سال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شنبہ [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] چھپا دو طرح [illegible]

یہی [illegible] نظر آیا تھا آستاں مجھے

(آستاں۔ داستاں وغیرہ قافیہ مجھے ردیف) دو شعر اور طرح [illegible]

بہر سو جلوہ [illegible] آستاں [illegible]

(آستاں۔ داستاں۔ وغیرہ قافیہ [illegible] ردیف)

[illegible]

[illegible] ہو گا۔

العارض

[illegible]

بیاض میں جو انہوں نے مرزا شجاعت علی بیگ مرحوم شیدا بیان سے حاصل کی ہے دو شعر اسکے ہیں ہیں

کامل ہیں عندلیب کا ماتم ہے چمن

بلبل کے اس کو کیا کوئی محرم رہ ہے

دشمن کا مرا ہے یہ جیتا

[illegible] ہم رہے

لیکن اب اس مطلع یا اس غزل سے آپ کو مطلب ہی کیا رہا آپ تو آنکھیں آنسوؤں سے ابل پڑیں اس ہی بات کی سند مانگتے ہیں۔

دوسرا امر وضاحت طلب ہے جب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ آنسوؤں سے ذرا دور ہے کہ کیا اسکے معنی نہیں ہیں کہ جو فقرہ آشفتہ صاحب کے قلم سے نکلا وہ غلط تھا۔ الی آخرہ۔

افسوس ہے کہ میں نے آنسوؤں سے کو زائد نہیں تسلیم کیا۔ میں نے تو غزل مقدمہ کی ایک تصحیح کی ہے۔ آپ نے میری کس عبارت سے یہ مطلب نکالا کیا۔ جو اصلاح کہ فاضل معترض نے اپنے خواب میں [illegible] ہے میرزا آشفتہ صاحب کو دی ہے [illegible] آنسو موجود ہیں یعنی خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ یوں کہو [illegible] آنکھیں پڑ جاتیں اگر خواجہ صاحب کا اولی کلام صحیح ہے تو بیشک آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں بھی صحیح جملہ

وطن لاہور

وطن۔ ملک و قوم کا بہترین خادم ہے۔

وطن۔ [illegible] مضامین اور بہترین [illegible] وطن میں [illegible] [illegible] [illegible] اس کے علاوہ [illegible] نہایت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بہت کم اور حجم [illegible] [illegible] کہ ہندوستان بھر میں اتنی قیمت کا کوئی اخبار اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپ آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھیے۔ آپ [illegible] پسند فرمائیں گے۔ سالانہ قیمت ۳ روپیہ [illegible]

مینجر اخبار وطن لاہور

[illegible] ہے کہ [illegible] آنکھیں [illegible] اصل میں [illegible] ہیں ایک جملہ میں مطلق تو آنکھ ہے اور دوسرے میں آنسو ڈبڈبا دونوں سے تعلق ہے۔ میرزا دبیر کا اعتراض کا جملہ کی ہیئت ترکیب پر تھا اور عادت مشق ہے جب کلام مسرت کے کلام میں نہیں ہے تو کہنا قیاسی ورنہ سامی جناب [illegible] کے فضل سے کسی کا تعجب نہیں کہ دلیل مستقل اس سے دور کرتے۔ مثل بیان کہ [illegible] بولا جاتا ہے عوامت کی زبان ہے یہ عذر محبت آئے اسی وجہ سے تسلیم کر لیتے ہیں کہ میری عادت [illegible] کی نہیں ایک آپ پیدا ہوئے اور بہت مدت [illegible] پیدا ہوئے جو عوامت داستان کا الزام [illegible] فرماتے ہیں۔

[illegible] حال [illegible] [illegible] اور [illegible] کر سکتا ہوں کہ ٹھیک یہی [illegible] اسی طرح نظم ہو چکا ہے اور اسوقت نظم ہو چکا جب میں پیدا بھی نہیں ہوا تھا شاید آپ نے میر انیس مرحوم کا نام سنا ہو گا یہ ایک شاعر تھے مرثیہ کہتے تھے چند دنوں کا خیال ہے کہ ان سے بہتر شاعر ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ شاعر ارض و سما کی تصویر [illegible] قلب کی تمثیل نہایت آسان الفاظ میں کھینچ دینا اور فصاحت کے سحر کا عالم کو گرفتار کر لینا ان کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔ آپ کو انہیں اہل زبان تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں مگر سن لیجئے وہ کیا کہتے ہیں۔

حضرت علی اکبر جنکی صورت و سیرت آواز چال ڈھال رسول اللہ کی ہو بہو تصویر تھی جب دوائی کے حکم سے اذان دینے لگے اور جہاں تک اصحاب رسول کو رسول اللہ کی آواز یاد آ گئی رسول کی یاد نے ان کے دل کو وارفتہ کر دیا ہے اس محل پر ایک بیت فرماتے ہیں ؎

ہر اک کی آنکھ آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی

گویا صدائے رسول کی کانوں میں آ گئی

ہم کسی سلسلہ کی بحث میں حامی بادِ اشد [illegible] سے جو آپ کے نزدیک اہل زبان ہونے کی اہمیت رکھتے ہیں واقف نہیں اور واقف بھی ہوتے تو اپنی زبان کے متعلق مشورہ لینے نہ جاتے۔ آپ



نقش مبہم (حجاز): پیار سو منہیا نبھانا ہو گا .... بھر بھر کے جام شراب محبت -
پینا ہو گا پلانا ہو گا .... (ولسن سوو) ؟


زغارت چمنت بر بہار منت است
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
تو یہ عطر حاضر ہو۔
کارخانہ مسٹر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے علاوہ نئی تازہ پھولوں کی نکہت جو ہے

بعض جگہ میں کہہ سکتا ہوں کہ آشفتہ صاحب بے ضرورت
میں تعرض کیا ہے بعد نقل شتم جو کچھ کہا جاسکتا
کے جواب میں لکھ چکا۔ آرزو آشفتہ صاحب کا قول
نقد بھی کانوں میں کھٹکتا تو کبھی یہ دیکھ کر یوں
بھی کہتے ہیں۔

تیسرا معروضہ کچھ ایسی کتابوں سے متعلق ہے
جن میں کئی باعمل اجنبی اور رسائل و اخبار میں
مثلاً محل خانہ شاہی ہے کوئی فرضی کتاب ہوگی
جس نے عورات کی زبان کے بارے میں جناب
ظفر الملک کے جملہ مرتب کوئی اہل علم سے دیا
ہوگا۔ ہم تو ایسی یا وہ جو کتابوں کو زبان بگاڑنے
والی چیز خیال کرتے ہیں محل خانہ شاہی میں
بیشک بہار کے معنی میں آپ ڈھونڈتے ہیں اور یہ
آنسوؤں سے آنکھیں ڈبڈبا آنے کا محاورہ ایسیں
دلی لوگ کہیں بہت پڑھ کے بیٹھ رہے ہیں جیل ...
عادات الخواتین اور بلی نغات النسا میں ان کی ضرورت
نہیں۔ ہمارے گھر کی زبان میں ابھی تک کوئی
تغیر نہیں ہوا یہ کہنا درست نہیں کہ جو آپ ایسے
نادر ہیں بلکہ لکھنؤ میں کوئی چیز اپنی اصلی حالت پر
نہیں ہے وہ بازاری عورتوں کی زبان ہے جو بیشک
ناہموار اور ناہنجار عادتوں کے ملنے سے اور بیرونی
اشخاص کی صحبت سے بدل گئی اور بدلتی رہتی ہے
یہ بھی خدا کی ایک عنایت خاص ہے کہ اب لکھنؤ کی
خاک سے پیدا شدہ رنڈیوں کی تعداد لکھنؤ میں قلیل
ہے جو کچھ ہیں گرد و نواح سے آگئیں ان کی گروں سے اکثر
اسی زبان کے سننے کا اتفاق ہوتا ہے جو جناب
ظفر الملک کے وطن مقدس میں بولی جاتی ہے۔
(۱) اری او جیجا جاں، خیر جان کسی کی بنگی رنگلی،
کنگھے دکھاں رکھی ہے۔ تیز زندگی ارے ارے۔
(۲) کچھ پہلے کے مارے جیو نہ اسی ہے نیا کالا بچا
ماہی چھوڑتا۔
(۳) اچھا بلا سے تیری گرد جو ر لیو۔ رنگ و رنگ،
کچری رنگیلی جات ہے۔ اے اٹھو اٹھو دیکھو بی بی
مشتری بھیگی جات ہے۔
اسی ضمن میں جناب ظفر الملک بلا ضرورت فرماتے

ہیں کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس الطاف علی صاحب
خوب ہی ہیں اور انھوں نے اس فقرے کو لکھا ہو دیا
ہے اب ذرا پوچھئے کہ عورات کی زبان کے ماہر آپ
تسلیم کیے جائیں یا خورشید صاحب جو آپ سے
بیشتر پہلی تعلقات کے لحاظ سے آپ کہتے ہیں
ہیں لکھنوی کہے جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

اس فقرے کے معانی جاری کہ ہے ماہر ہیں
اس استفسار کا جواب ہم کیا دیں۔ جناب مرزا
محمد عسکری صاحب نے انھیں استفسار کے قابل سمجھا
آپ انھیں لکھنوی کہے جانے کا مستحق سمجھتے ہیں ہم
ہرصورت سے واقف نہیں نہ ہم نے ان سے مطالبہ
کیا۔ خبر یہی ہے کہ آپ انھیں کو ماہر قبلہ استاد
سمجھے اور جو رشتہ جوڑنا چاہتے ہیں الٹے جوڑنے
اس اضافات و اشتغال سے آپ کے شرف اور تیجے
وہ با انداز پر جنجل پیدا ہو جائے گی۔ رہ گئے
پیشتر پہلی تعلقات تو یہ کوئی چیستاں ہے جن کو
ہمارے تعلقات نہ کبھی تھے نہ آج ہیں معلوم ہوا
کہ آپ ہمارے تعلقات سے بلسبت ہمارے کچھ
زیادہ آگاہ ہیں۔ اگر آپ نے کوئی تعلق اپنے
دل میں ٹھہرا لیا ہو تو مطلع فرمائیے۔

معروضہ چہارم۔ مثلاً خورد رفتہ کے متعلق ہے
فرماتے ہیں کہ خورد رفتہ کے بارے میں آپ کا خیال
ہے کہ فرہنگ آصفیہ میں موجود ہے۔ اگر ایسا ہے تو
کتاب کا حوالہ دیا جائے۔

کتاب کا حوالہ اور کیو کر دیتے ہیں نام لکھ دیا ہے
فرہنگ میں ڈھونڈ لیجئے۔ ایک صاحب نظر نے کہا
ہم نے بھی لکھ دیا کہ یوں سنا ہے۔ لغات کی جن ضرورت
نہیں۔ ست جو یاد تھی لکھ دی۔ ایسے الفاظ میں
فارس کے اہل زبان نے اکثر واو حذف کر دیا ہے
مثلاً او دیا، ادا کی جگہ۔ یا خار کی۔ سعید قریشی ؎

مشکل بود کہ سے تو دیگر نشست ما
وہ چیدہ دست زلف تو بر شکست ما
چوں سبزہ در دمد تو بجز پا خار گی
اے سرو من بگو کہ چو آید بدست ما

الا خورد رفتہ اور خورد رفتگی کا وجود اہل فارس کے

کلام میں نادر ہے۔ اہل ہند کے فارسی کلام میں
اکثر ہے۔ اور انھوں ہی نے اس میں تعرض کیا ہے۔
کتاب کا نام کیو، بچے کے جب آپ کتاب کا
نام پوچھتے ہیں تو آپ کی بے خبری اس زبونی سے
بڑھی ہوئی نظر آتی ہے جیسے ریختی میں جیجی اور
افیونی صاحب نے کہا دیکھو بھائی تمہارا سر پھوڑ دیا
جانی نے اپنی ٹوپی کے بعض دوسرے کی ٹوپی پہنا دی
اس نے فریاد کی کہ یہ تو میرا سر ہے افیونی صاحب نے
خود سوال کیا کہ تو پھر میرا سر کہاں ہے؟ وہ ابھی
خود زنگل کے پیکار سنی ہیں۔

معروضہ پنجم۔ بھرم سے متعلق ہے آپ پوچھتے
ہیں کہ ماوہ کی کیا ضرورت تھی اگر آپ کے پاس
سند نہیں تو سا کت۔ بچے ہیں کیا نقصان تھا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ سند تو استفسار کے
جواب میں لکھی جا چکی ہے خدا احباب کی عقل کو درست
کرے۔ اگر یہی حال ہے تو بار بار ماوہ کی ضرورت
ہوگی میرا مطلب تھا کہ بھرم کے معنی اعتبار رعب
احتشام وغیرہ ہیں میر حسن فرماتے ہیں ؎

چمن میں گل تو بہت پھول پھول بیٹھا ہے
جو یار آوے ابھی تو بھرم نکل جاوے

بھرم نکل جاوے کے معنی یہاں بگڑ سکے کیا لیے
جاسکتے ہیں کہ تمام رعب و جلال و غرور کا خاتمہ ہو جائے
ایسے صد ہا شعر ہیں۔

معروضہ ششم کی حقیقت یہ ہے کہ جناب
ظفر الملک نے مجھ پر آشفتہ صاحب کی طرفداری کا
الزام لگایا گر یا میں نے جناب مرزا محمد عسکری صاحب
کے مقابلے میں آشفتہ صاحب کی طرفداری کی ہے جو محض
افساد ہے۔ استفسار کے جواب میں جو بے لوث تحریر
حاصل کی گئی اس کی اشاعت کا حق ضرور آشفتہ صاحب
کو حاصل تھا اس لیے کہ وہ تحریر ان کے مطلب کی تھی
ان پر حملہ کیا گیا تھا وہ دفاع کی سعی کر رہے تھے یہ کوئی
افساد نہیں۔ طرفداری کا الزام لگانے والا بہر حال
افساد کے خلاف شرافت جرم کا مرتکب ہے۔ اس نے
بھری ذات پر بھی بلا استحقاق حملہ کیا اور میرے
کرنا ہے بھی۔ ظفر الملک صاحب اگر اسے نیک خیالی

کہتے ہیں تو وہ اصل مطلب کے عین مطابق ہے اور آپ کی تحریروں کا جواب وہی لوگ لکھیں گے جو اس قسم کے اخلاق و عادات کو شفقت سے برداشت کریں۔

اس سلسلے میں معروضہ ہفتم کا جواب بھی عرض ہے کہ سہارا شعر ۲ کا ترجمہ کسی نے بعض حضرات شعر سمجھ کر اس سے آگے نہیں پڑھا، انھوں نے کہیں دو سطروں میں اردو زبان کی فکر کی ہے۔ انکی تحریرات کو آپ اپنے الزامات پر قیاس نہ فرمائیں۔ اچھے کہ فرق سمجھ؟ آپ کے ہاں دوم ۲ آشفتہ صاحب کی نسبت پھر ترجمہ ہو جاتا اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ کے ان کی ادب شناسی اور ثقاہت کا اپنی زبان دانی سے مقابلہ کر کے دیکھیے۔

وھذا امر من الجھل کا بعالم الاکبا بالجواھیکم الخطا ارذن رحمہ اللہ فی بعض رسائلہ تھا اس قسم کے الفاظ کی برداشت نہیں ہو سکتا اور جب تک مجبور نہ کیا جاؤں ہرا [illegible] بھی یہ روش اختیار نہ کروں گا۔

معروضہ ہشتم میں آپ ان متمسکات کی تفصیل پوچھتے ہیں جس میں غیر مستند مآخذ ہوں اور بعض بزرگواروں کے نام لیتے ہیں۔ میرا ارشاد ان افراد کی طرف نہیں بلکہ ان مضامین کی جانب ہے جن کے مطالعہ تالیف یا اشاعت کی بدولت آج آپ اپنے نزدیک اسد کے محسن بن بیٹھے ہیں اور یہی آپ کے ذہنی متمسکات ہیں، چنانچہ مروضہ میں آپ کے بعض متمسکات اور بھی معلوم ہوئے لگے اگر کہا ہو جائیں تو اعتراض کروں۔ یہاں بھی آگے دعووں کی ایک یادگار آپ ہی رہ گئے ہیں عجیب و غریب علم ہے۔ اے حضرت کیا آپ اگلے وقتوں کی یادگار نہیں ہیں؟ واللہ آئینہ سامنے رکھ کے دیکھیے تو غالب تعبیر و تفسیر کی ضرورت خود بخود کھنچ جائے۔ آپ کو اپنی قدر نہیں ہے۔

معروضہ نہم شعر کے رنگ کیا۔ کے سلسلے میں یہ کہ مصرع ہے کہ یہ غلطی کاتب ہے اپنے کی ہی غلطی کوئی اہل زبان نہیں کر سکتا وہ بھی شست

اور گا وہ بیت مشہور ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں مجھے اصرار ہے خود مستفسر نے استفسار میں حاشیہ پر یہی لکھا تھا کہ غلطی کاتب ہے۔ خواہ وہ مجبر میں اعلان کرے یا نہ کرے۔ یہ اسکی دیانتداری ہے کہ اس نے نقل کے وقت منقول عنہ کی پوری پیروی کی۔ غلطی کا تب کا ہونا ہے خصوصاً مجبر کا کاتب جسے میں خود جانتا ہوں کاتب ہی نہیں مصنف بھی ہے اگر مرزا محمد عسکری صاحب اپنے کسی مضمون کے بارے میں ایک یا چند الفاظ کاتب کی غلطی کی طرف منسوب کریں تو میں اسے بھی بخوشی منظور کروں گا۔ میں جناب کا سا پاک نفس اور خوش ایمان ہرگز نہیں ہوں۔ آپ ہی کے جائیں کہ طرفداری کرتا ہوں رشید اعتراضات کے بعد یہ طرفداری حق پر محل ہے۔

آپ نے شاید مجبر کی تنقید اردوئے معلی شائع ہو چکی ہے ملاحظہ نہیں کی، حالانکہ وہ اردوئے معلی برابر حاضر خدمت ہوتا ہے اور اردوئے معلی جلد ۲ نمبر ۸ ملاحظہ فرمائیے۔ معلوم ہو جائے گا کہ طرفداری کی ہے یا حق بات کہی ہے۔

مجبر ایک نو مولود ہے اسکے دونوں اڈیٹروں سے مجھے نیاز حاصل ہے مگر منشی محمد افضل صاحب تو خیر بارہا میں نے خیال ظاہر کر دیے ہیں۔ آپ کو اسکی کیا خبر۔ کوئی کام یکدم مکمل نہیں ہو جاتا۔ نالی صاحب، آزادی تجربہ کار ہیں وہ تکمیل کے درپے ہیں اس وقت لکھنؤ میں ایک اچھی ادبی پرچہ ایسا ہی ہے جو اہل لکھنؤ کے زیر انتظام ہے ضرورت اسکی تھی کہ اسکے ہر نمبر پر اردوئے معلی میں تنقید کی جائے خصوصاً جبکہ میرا زبانی شعر قبول کرتے ہیں نالی صاحب آشفتہ صاحب معتقد ہیں پیش نہیں کرتے ہیں نہ جناب مرزا محمد عسکری صاحب کی روش اختیار نہیں کی وہ بھی یہی کر سکتے تھے جو میں کرتا ہوں کم از کم آشفتہ کی طرف سے میں ذمہ لیتا ہوں انھوں نے بیرونی تحریک دی اور یہ ہمیں کا سلسلہ برابر جاری ہے مگر تم نہیں اٹھایا اور اپنے شعر کے ایک جنبہ ہے بس یوں دھوم دھام کے ساتھ جاتے ہیں نہیں خرابیاں اٹھا کر

پھر مطلع بھی زبان کی یک نہیں کہ سکتے ہیں کیا؟ بھی کون اصحیح ہوتی ہے مستند کے ادوام ہے اپنے کی صورت میں قبول کہ پہلے یہاں خطاب ہے معرضین ہیں جیسے جہاں تعبیر ابھی نظر تو دوسرے حاشیہ بالاتفاق ہے وہ لیجئے۔

مجھے معلوم ہے کہ میرے صاف صاف جواب لکھ کر دیکھے کہ صاف گوئی ایک عادت ہے جو لوگوں کی نظر میں ناپسندیدہ ترک نہ کروں گا۔

معروضہ ختم ہوئے میں جلوں کے جواب مفصل نہیں معلوم ہوتے عبارت سے نکل سکتے ہیں فقط

المختصرات

ایکی پچھلا پرچہ اصلاح زبان کے نذر ہو گیا یہ لکھیے کہ جناب نواب فخر الملک بہادر آنریبل رکنگ خلد اللہ ظلالہ کے جواب میں صرف ہو گیا۔ اصلاح زبان اردوئے معلی کا اولین فرض ہے۔ قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرض ابھی چند مہینے اور ادا ہوتا رہے گا۔

اس تعبیر کا دار دون تم پر جا کے بگڑ گیا۔ اب یہ کاروں نہیں رہتا جہاں کی قصہ ہے اصبر اصبر سارا دلی کی تائید میں دیکھا جاتا ہے شریفانی مسافروں کا کرایہ اسلامیہ کے خلاف نہیں ہے جو ہوئی صدیقی صاحب بڑی مراعات کی ہے نہ پیسا معلوم ہی تھا تعلق نہیں اسکا تعلق مسافرتی امور سے ہے۔ یہ الفاظ شریعت محمدیہ و آئین ترجمہ جس میں ابھی معلوم نے انہیں انتخاب کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔

شریعت تا پانڈو کا نکاح جائز کرنا ہے جو اچھا نہ ہو کہ بیں دونوں اے شریعت عکیا تعلق۔ محمد عسکری کی شادی ایک [illegible] بھی اگر آج جواب ہم جو جناب فرمائیں اور صرف صدیقی صاحب جیسا شوکا لاروں کی بجائے انھیں پڑھنے پیکا تو آپ صاحب مسترد رسول اللہ کو عالم بالا میں ان حضرات کا فکر ہوتا کہ ختم کلام رسوخ - بصلح سامعرت - کے کانوں میں یہ شامیاں رہ گئی نہیں جب تک نہیں جاتی تھی۔

[illegible]